بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ❖ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون ۴۴۹

جلد ۳۷-۳۸ | سوموار یکم جمادی الاول ۱۴۰۹ھ ، ۱۲ / فتح ۱۳۶۷ ہش ، ۱۲ / دسمبر ۱۹۸۸ء | نمبر ۱۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ سالانہ ملتوی کر دیا گیا

احباب جماعت کی اطلاع کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ جو امسال ۲۶، ۲۷، ۲۸ فتح ۱۳۶۷ ہش (۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۸۸ء) کو مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ میں منعقد ہونا تھا، ضلعی انتظامیہ کیطرف سے اجازت نہ ملنے کی وجہ سے ملتوی کیا جاتا ہے۔ (ناظر اصلاح وارشاد)

جلسہ سالانہ کے بارے میں حضرت بانیٔ سلسلہ کے ارشادات

جلسہ سالانہ کا اصل مقصد اصلاحِ خلق اللہ ہے

احباب انکساری اور راستبازی سے دوسروں کیلئے نیک نمونہ بن جائیں

۱۔ " اس جلسہ کا مدعا اور مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کریں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسروں کے لیے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لیے سرگرمی اختیار کریں۔"

۲۔ " دل ...... یہی چاہتا ہے کہ مبائعین محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبائعین کو فائدہ ہے۔ مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے۔ سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے۔"

۳۔ " یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خوانخواہ اس کا التزام لازم ہے۔ بلکہ اس کا انعقاد محبت، نیت اور حسنِ ثمرات پر موقوف ہے ..... میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کیلئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علتِ غائی جس کے لیے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاحِ خلق اللہ ہے۔"

۴۔ " دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دمِ زندگی ہے کیے جاؤں گا اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کریگا۔ ہاں میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں بدبختِ ازلی ہے جس کے لیے یہ مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو تو اس کو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے۔ اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو .... میں نہیں چاہتا کہ کوئی دنیا کا کیڑا رہ کر میرے ساتھ پیوند کرے"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۴۳۹ تا ۴۴۶)

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی صحت کے بارے میں اطلاع اور دعا کی خصوصی تحریک

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس تحریک جدید کو ۴ / اگست ۱۹۸۸ء کو لندن میں دل کی تکلیف ہوئی۔ ٹیسٹ وغیرہ ہوئے جن سے معلوم ہوا کہ یہ شدید ہارٹ اٹیک تھا۔ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق فوری طبی امداد بہم پہنچائی گئی۔ اور علاج شروع ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت بہتر ہوتی گئی اور ۸ / نومبر ۱۹۸۸ء کو صاحبزادہ صاحب موصوف بخیریت ربوہ پہنچ گئے۔ تاہم ابھی طبیعت پوری طرح بحال نہیں ہوئی اور علاج جاری ہے۔

جملہ احباب کرام سے درخواست ہے کہ محترم صاحبزادہ صاحب کے لیے خصوصی دعائیں کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے موصوف کو جلد از جلد شفائے کامل و عاجل عطا کرے اور صحت و تندرستی والی اور فضلوں اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا کرے۔ آمین

دعا، صدقہ اور خیرات سے بلائیں دور ہوتی ہیں

لاہور میں

لاہور میں روزنامہ الفضل کے نمائندہ کے طور پر مکرم عبدالمالک صاحب مقرر ہیں۔ احباب کرام اور مشتہرین حضرات الفضل کے جملہ امور کے سلسلہ میں مکرم عبدالمالک صاحب سے رابطہ قائم فرمائیں جزاکم اللہ (مینجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دار النصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲ فتح ۱۳۶۷ہش ۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء

دعا اور خدا کا فضل

ہمارا خدا سمیع و بصیر اور قادر و قدیر ہے۔ اور ہم اس بات میں تہہ دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے اور ان کو جواب بھی دیتا ہے اور اُن کے کاموں کی سرانجام دہی میں ان کی مدد بھی فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے ملتے ہوئے باقی باتوں کے علاوہ یہ بات ضرور دہراتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس طرح دعا کے لئے دوسروں سے کہنا ایک رسمی سی بات ہے۔ نہ دعا کے لئے کہنے والے کا کوئی مطلب ہوتا ہے اور نہ جس سے دعا کے لئے کہا جاتا ہے وہ لازمی طور پر دعا کرتا ہے۔ ایک حد تک تو یہ بات درست ہوسکتی ہے کہ ہمارا اس طرح دعا کے لئے کہنا ایک رسمی بات ہو۔ لیکن اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اس رسمی بات کے پیچھے ایک بہت بڑا فلسفہ موجود ہے اور وہ فلسفہ ہے ہمارے اس یقین کامل سے متعلق کہ ہم خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لاتے ہیں ہم اس کو سمیع و بصیر اور قادر و قدیر جانتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسی سے استمداد کریں یہ دل میں گڑی ہوئی بات اگر بے توجہی سے بھی کہی جائے تو اس کی بنیاد تو بہر حال مضبوط ہی رہتی ہے۔ ہمارا یہ کہنا کہ ہمارے لئے دعا کیجئے۔ دراصل اس اعتقاد کے اظہار کا نام ہے کہ ہمارا خدا دعائیں سنتا ہے اور ہمیں دعا کرنے کی ضرورت ہے اور دعا کروانے کی بھی۔

یہ اگر رسمی بات بھی ہو تو اس میں کیا حرج ہے۔ ہمارے دل میں بے شک اُس وقت کوئی خاص بات نہ ہو جس کے لئے ہم دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے دل میں یہ بات تو یقیناً موجود ہوتی ہے کہ ہمارا خدا ہماری دعائیں سنتا ہے اور ہماری عبودیت کا تقاضا ہے کہ ہم اُسی سے دعائیں مانگتے رہیں۔

جہاں تک اُس شخص کا تعلق ہے جسے ہم نے کہا ہے کہ وہ ہمارے لئے دعا کرے۔ ہو سکتا ہے وہ واقعی ہمارے لئے دعا کرے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ہماری اس درخواست پہ کان ہی نہ دھرے یا اُسے دعا کا موقعہ ہی نہ ملے۔ لیکن اس کا بھی کیا نقصان ہے۔ ہم نے جو بات کہی ہے اس میں ہم اور وہ جس نے دعا کے لئے کہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کا موجود ہونا یہ تین جہات ہیں۔ ہمارے دل سے بات نکلی، خدا نے سنی۔ اگر دوسرا شخص نہ بھی دعا کرے تو ہوسکتا ہے کہ ہمارے اس کہنے کی وجہ سے خدا ہی ہم پر فضل فرما دے۔

پس اگر یہ رسمی بات بھی ہے تو ہے بہت اچھی۔ اس سلسلہ میں ہم ایک اور بات بھی کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہم اکثر کسی کامیابی پر یہ کہتے ہیں کہ آپ ہی کی دعا سے ایسا ہوا ہے کسی شخص نے قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں لکھا کہ آپ کی دعا سے میرا کام بن گیا ہے۔ حضور نے اُس شخص کو جو جواب دیا وہ الفضل میں ایک نوٹ کے طور پر بھی شائع کروا دیا۔

جواب یہ تھا کہ یہ کہنا کہ تمہاری دعا سے یا کسی اور کی دعا سے یہ کام ہو گیا ہے یہ شرک ہے۔ کام تو خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ دعا انسان کرتا رہے سالہا سال تک دعا کرتا رہے تو ضروری نہیں کہ وہ کام ہو جائے۔ البتہ خدا کا فضل ہو تو ایک لمحہ میں کام بن سکتا ہے۔ حضور نے اس شخص کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروائی کہ کہنا یہ چاہیئے کہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اسی فضل کے نتیجہ میں ہمارا کام بن گیا۔

کتنی اہم بات ہے۔ اور کتنی باریک بینی سے شرک کو دیکھا گیا ہے۔ ہم نے اپنے ایک اداریئے میں یہ کہا تھا کہ تقویٰ کیلئے علم نہایت ضروری ہے۔ اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ کی دعا سے میرا کام بن گیا وہ شرک کرنا نہیں چاہتے لیکن عدم علم کی بناء پر اُن سے کسی نہ کسی رنگ میں شرک کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ صرف یہ کہنا کہ آپ کی دعا سے کام بن گیا۔ شرک ہے۔ کہنا یہ چاہیئے کہ آپ کی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے فضل فرمایا یعنی آپ کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے

(باقی صٓ پر)

اِلتوا

ہم نے سوچا تھا کہ جلسہ ہے ملاقات کا وقت
مل کے بیٹھے تو نکل آئے گا کچھ بات کا وقت
بھیگ جائیں گی اُنہیں دیکھ کے آنکھیں میری
یک بیک ٹوٹ کے آجائیگا برسات کا وقت
ان کی باتیں مرے کانوں میں جو رس گھولیں گی
ایک ہو جائیگا میرے لیے دن رات کا وقت
شب گذاری کیلئے "بیت" میں جا بیٹھوں گا
ہے دعاؤں کے لئے رات، مہمات کا وقت
اسطرف جاؤنگا اور میں کبھی جاؤں گا اُدھر
مجھے کم کم ہی کوئی دیگا ملاقات کا وقت
مل کے بھیجیں گے تمنائیں سرِ عرشِ بریں
ہم بنا لیں گے ہر اک لمحہ مناجات کا وقت
لیکن اب میں نے سنا ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں
دن کے اوقات میں اب بھی ہے کہیں رات کا وقت
کچھ بھی ہو اپنی جبیں مائلِ سجدہ رکھیئے
آ ہی جائے گا نسیم اُنکی ملاقات کا وقت

(نسیم سیفی)

ہر خوشی کی بات پر خوشیاں منائی جائیں گی
گیت گائے جائیں گے نظمیں سنائی جائیں گی
ایسی سب باتوں کی بنیادیں بقینی طور پر
اپنے تقویٰ کی زمیں پر ہی اٹھائی جائیں گی

(ابو الاقبال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے

عاشقِ صادق
شعلہ بیان مقرر
قادر الکلام خطیب

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

(مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب)

"اے عبدالکریم تجھ پر سلام کہ تو نے شجرِ احمدیت کو اپنے خون سے سینچا۔ اس کی ہر شاخ کی سرسبزی میں تیرا ہی نام آتا ہے۔ زمانہ بدلتا رہے گا، زمین و آسمان نئے رنگوں میں ظاہر ہوتے رہیں گے مگر تیرے وجود پر فنا کا ہاتھ نہیں چل سکتا۔ جب تک اس زمین پر ایک بھی احمدی زندہ ہے تیرا نام یاد رہے گا۔" (حضرت اقدس)

نوٹ:- یہ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے موقع پر شبینہ اجلاس میں کی گئی تھی

اس وقت اُس بزرگ انسان کی سیرت بیان کرنا مقصود ہے۔ جو سب کا دوست، سب کا ہمدرد، سب کا خیر خواہ اور سب کا غم گسار تھا۔ جو عاشقِ خدا، عاشقِ قرآن، اور عاشقِ رسولؐ تھا۔ جس کا دل محبتِ الٰہی کے جذبات سے سرشار اور معرفتِ الٰہی کی زندگی بخش شراب سے لبریز تھا۔ جس کی روح رات کی پُرسکون تنہائیوں میں عبودیت کی سچی تصویر بن کر آستانہ ربّ العزت پر سجدہ ریز رہتی تھی۔ جس کی زندگی کا ماحصل خدا کی رضا اور اس کی خوشنودی کی راہوں کو تلاش کرنا اور اُن پر پورے ذوق و شوق اور دلجمعی سے عمل پیرا ہونا تھا۔ میری مراد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سے ہے۔ آپ کی زندگی کیا تھی۔ دینی دستور العمل کی ایک کھلی کتاب! جس کا ہر باب دلآویز اور ہر ورق ایمان افروز مواعظ و حِکم پر مشتمل تھا۔

جہدِ مسلسل، جرأت و شجاعت کے پیکر، ثبات و استقلال، جوہرِ کردار کے موزوں ترین امتزاج کا نام حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؒ ہے۔

آپ کو ہمدردیٔ خلائق اور تعلق باللہ کے پیشِ نظر جماعت احمدیہ میں ہمہ گیر مقبولیت اور ایک خاص مقام حاصل تھا۔ آپ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ان جلیل القدر رفقاء میں سے تھے جن کا کردار نونہالانِ احمدیت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کی ہر حرکت، ہر سکون دین کی تعلیمات کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

اگر یہ سچ ہے کہ انسان کے نیک اعمال اور قابلِ ستائش افعال اس کی سیرت کا زرّیں ورق ہوتے ہیں تو یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ نے جوانی کی صبح سے بڑھاپے کی شام تک جو طویل سفر طے کیا اس کی منزل منزل پر آپ کی محنت اخلاص، اور خدمت کے نشان نمایاں طور پر ملتے ہیں

ابتدائی حالات

حضرت مولوی صاحب ۱۸۸۵ء میں بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ آپ کا نام کریم بخش تھا جسے بعد میں حضرت اقدس بانی سلسلہ نے بدل کر عبدالکریم نام رکھا ابتدائی تعلیم اُس زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب میں پائی اور قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور پرائیویٹ طور پر عربی اور فارسی کتب کا مطالعہ کر کے ان میں یہاں تک دسترس حاصل کی کہ امریکن مشن سکول سیالکوٹ میں فارسی کے استاد مقرر کئے گئے۔

آپ کا تعلق حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے بہت گہرا تھا۔ حتیٰ کہ یہی تعلق مولوی صاحب کو بالآخر حضرت اقدس بانی سلسلہ کے دامن سے وابستہ کرنے کا موجب بنا۔ آغاز میں آپ نیچری خیالات رکھتے تھے مگر حضرت اقدس کے فیضِ صحبت نے آپ کے نظریات کو یکسر پلٹ کر جلد ہی زبردست عاشقانہ رنگ پیدا کر دیا اور قومی اور قلمی خدمات کے لئے ایک جرنیل بن گئے اور آخر وقت تک اس خدمت میں مصروفِ عمل رہے۔

آپ عنفوانِ شباب میں جدید علوم سے آراستہ ہو کر، ایک قلبِ سلیم لے کر اور اخلاص سے بھرپور جذبات کے ساتھ دیارِ حبیب میں حاضر ہوئے اور حضرت اقدس کے قدموں میں اپنی عمر نثار کر دی۔

آج ہم سلسلہ کے لٹریچر میں ان کی خدمات دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں اور یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نظر نہیں آتا کہ ان کے دل کی گہرائیوں میں عشق و محبت کا وہ چشمہ ابل رہا تھا جس کو روکنا خود ان کے اختیار میں بھی نہیں تھا۔ ان کے سینے میں وہ ہیجان برپا تھا جو رہ رہ کر ان کو خدمتِ دین کے لئے بے قرار کئے دیتا تھا۔ اور ان میں اخلاص و محبت کا وہ پُرخلوص جذبہ تھا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے راستہ میں سب کچھ لٹا دینے کے لئے ان کو ہر وقت آمادہ کئے رکھتا تھا۔

اپنے رب سے عشق

آپ کو اپنے مولا کریم سے بے انتہا عشق تھا اور اس عشق میں مخمور ہو کر فرماتے ہیں کہ "میں نے عمدہ عمدہ کھانے کھا کر دیکھے ہیں اور عورت اور مرد کے تعلقات کی عجیب کیفیت کو بھی سمجھا ہے مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو سرور اور لطف اس ایک امر میں میں نے اٹھایا ہے کہ خدا ہے وہ ایک ہے۔ اور وہ قرآنی صفات کا خدا ہے اور یقین کا جو لطف آتا ہے۔ وہ کسی کھانے .... میں نہیں آتا۔"

قرآن اور حاملِ قرآن سے عشق

اللہ کے عشق کے بعد آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے بے انتہا عشق تھا۔ فرماتے ہیں۔

"جو ایمان اور یقین قرآن لایا ہے جو فطرت انسان کی سیری اور غذا اس میں ہے کسی مذہب و ملت، کسی کتاب میں یہ لذیذ ایمان نہیں۔ جس کے ذریعہ دکھوں کی ساعتوں میں انسان کو خدا کی آوازیں راحت پہنچاتی اور تسلی دیتی ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم کو پڑھ کر میری روح میں ایک ایسی لذت ہوتی ہے اور اس کی عظمت کا ایسا خیال گزرتا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ دنیا بھر میں عورت، مرد، بچے بوڑھے سب مل کر خداتعالیٰ کی حمد کے گیت اور ترانے گائیں اور شکر کے سجدے کریں جس نے ایسی کامل اور تمام ضرورتوں کی متکفل تمام راحتوں اور سکھوں کی کلید کتاب نازل فرمائی۔"

بلکہ قرآن کریم کی جو عظمت آپ کے دل میں تھی اسی کے پیشِ نظر آپ فرماتے ہیں:

"میں کوئی ایسی تقریر کرنا گناہ سمجھتا ہوں جس میں قرآن کی عظمت اور حقانیت کا ذکر نہ ہو۔"

حضرت اقدس بانی سلسلہ سے محبت کا عالم

آپ کے دل میں حضرت اقدس بانی سلسلہ کی اتنی عظمت اور محبت تھی کہ جس کا اندازہ لگانا بہت مشکل امر ہے۔ آپ کے ہر قول ہر فعل اور ہر حرکت میں، خاموشی میں، گفتگو میں، سفر میں، حضر میں حضرت اقدس کی تصویر ہی نظر آتی ہے حضرت اقدس سے آپ کے عشق کا ذکر آپ کے خطبات اور تقاریر سے ہی نہیں ملتا بلکہ مخالفین کو بھی اس کا اعتراف تھا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک دفعہ خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

"میں اس وقت حضرت (اقدس بانی سلسلہ) کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور میری زبان حق کے بیان کرنے میں کجی اور ناانصافی کی طرف جا رہی ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح فرما دیں۔ اور سامعین پر اس وقت کھول دیں کہ میں نے غلط بیان کیا ہے۔ مگر میں خداتعالیٰ کے فضل سے بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں۔ میری روح امام کے مے سے سرشار ہو کر یہ پاک ندیاں بہا رہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اس وقت خود حضرت اقدس کی زبان ہوں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی طرح ایک دفعہ فرمایا!

"میری دلی تمنا اور سچی پیاس یہ ہے کہ میرا ایمان میرزا صاحب کی صحبت کو آخر دم تک رکھے اور میرا خاتمہ اُسی صادق امام کی صحبت میں ہو۔۔۔۔۔ اگر میرے بدن کا ہر بال زبان ہو جاتا تو وہ اس کی مدح کے گیت گاتا۔"

عشق و فدائیت کا ایک واقعہ

آپ کے سچے عشق، کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے جو کہ آپ کی اہلیہ نے بیان کیا ہے کہ آپ کس طرح حضرت اقدس بانی سلسلہ کی یاد میں ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپا کرتے تھے اور کس طرح حضرت اقدس بانی سلسلہ کی جدائی آپ پر شاق گزرتی تھی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب مولوی صاحب بیمار ہوئے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو بعض اوقات شدّت تکلیف کے وقت نیم غشی کی سی حالت میں وہ کہا کرتے تھے کہ سواری کا انتظام کر دیں حضرت صاحب سے ملنے کے لئے جاؤں گا گویا وہ سمجھتے تھے کہ میں کہیں باہر ہوں اور حضرت صاحب قادیان میں ہیں اور بعض اوقات کہتے تھے اور ساتھ ہی زار و قطار رو پڑتے تھے کہ دیکھو میں نے اتنے عرصہ سے حضرت کا چہرہ نہیں دیکھا تم مجھے حضرت صاحب کے پاس کیوں نہیں لے جاتے۔ ابھی سواری منگواؤ اور مجھے لے چلو۔ ایک دن ہوش میں تھے کہنے لگے جاؤ حضرت صاحب سے کہو کہ میں مر چلا ہوں مجھے صرف دور سے کھڑے ہو کر زیارت کرا جائیں اور بڑے رونے اور اصرار کے ساتھ کہا کہ ابھی جاؤ۔ میں نیچے حضرت صاحب کے پاس آئی کہ مولوی صاحب اس طرح کہتے ہیں: حضرت صاحب فرمانے لگے کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا میرا دل مولوی صاحب کے ملنے کو نہیں چاہتا؟ مگر بات یہ ہے کہ میں ان کی تکلیف کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ۔ حضرت اماں جان نے کہا کہ جب وہ اتنی خواہش رکھتے ہیں تو آپ کھڑے کھڑے ہو آئیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا اچھا۔ میں جاتا ہوں مگر تم دیکھ لینا کہ ان کی تکلیف کو دیکھ کر مجھے دورہ ہو جائے گا بالآ حضرت صاحب نے پگڑی منگا کر سر پر رکھی اور ادھر جانے لگے۔ میں جلدی سے سیڑھیاں چڑھ کر آگے چلی گئی تاکہ مولوی صاحب کو جا کر اطلاع دوں کہ حضرت صاحب تشریف لاتے ہیں۔ جب میں نے مولوی صاحب کو جا کر اطلاع دی تو انہوں نے الٹا مجھے ملامت کی کہ تم نے حضرت صاحب کو کیوں تکلیف دی؟ کیا میں نہیں جانتا کہ وہ کیوں تشریف نہیں لاتے؟ میں نے کہا آپ نے خود کہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ تو میں نے دل کا دکھڑا رو دیا تھا۔ تم فوراً جاؤ اور حضرت صاحب سے عرض کرو کہ تکلیف نہ فرمائیں۔ میں بھاگی گئی تو حضرت صاحب سیڑھیوں کے نیچے کھڑے اوپر آنے کی تیاری کر رہے تھے۔ میں نے عرض کر دیا کہ حضور آپ تکلیف نہ فرمائیں۔

یہ تو حضرت مولوی صاحب کے عشق و فدائیت کا عالم تھا دوسری طرف حضرت اقدس بانی سلسلہ نے ان کی بیماری کے دوران علاج اور توجہ میں جو نمونہ قائم کیا وہ انبیاء علیہ السلام کی ذات میں تو نظر آتا ہے لیکن کسی اور انسان میں دکھائی نہیں دیتا۔ صبح و شام آپ مولوی صاحب کے لئے دعاؤں کے لئے گویا وقف تھے۔

حضرت مولوی صاحب کا خوبصورت چہرہ روحانیت کی تازگی اور نورِ فراست کا آئینہ دار تھا جس پہ ہر آن تبسم کی جھلک نمایاں رہتی تھی آپ بڑے عابد و زاہد تھے مگر مزاج بالکل شگفتہ تھا۔ دلوں پہ آپ کے تقدس کا رعب بیٹھ جاتا تھا۔ مگر آپ بے تکلفی سے کلام فرماتے تھے۔ آپ بہت ہنس مکھ اور کم گو تھے۔ بعض دوست آپ سے مزاح بھی کر لیتے۔ آپ بھی جواب میں ایسا دو حرفہ پنکھڑی سا مزاحیہ گل لوٹاتے کہ پہل کرنے والا اس لطیف چوٹ کی تاب نہ لا کر تلملا اٹھتا۔

ایک عظیم الشان تاریخی سعادت

آپ نہایت خوش الحان اور بلند آواز تھے ۱۸۹۶ء میں آپ کو یہ عظیم الشان تاریخی سعادت نصیب ہوئی کہ آپ نے جلسہ مذاہب عالم میں حضرت اقدس بانی سلسلہ کا معرکہ آرا لیکچر موسومہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" پڑھ کر سنایا یہ لیکچر اپنی ذات میں روحانیت کے عطر سے معطر تھا اور نور کی جگمگ تھی اور جہاں اس کے مصنف کی فصاحت اور علمیت کا اعتراف کیا گیا وہاں سننے والوں نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بھی بہت تعریف کی کیونکہ انہوں نے اس مضمون کو بہت عمدگی سے ادا کیا۔ یہ لیکچر سن کر ایک غیر از جماعت اخبار نویس لکھتا ہے:۔

"ان لیکچروں میں سے سب سے عمدہ جو جلسہ کی روح رواں تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے پڑھا یہ لیکچر دو دن میں تمام ہوا۔۔۔۔۔۔ غرض یہ کہ مولوی صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا۔ اور کیسا شروع کیا؟ کہ تمام سامعین لٹو ہو گئے۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند تھی اور بعض اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین کی طرف سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سنا"

(جاری ہے)۔

روحانی نہر

معاون ندیاں و نالے

(مکرم مولوی عبدالباسط صاحب مربی سلسلہ)

۱۹۵۳ء کے یادگار سال میں مخالفت کی تیزی و تندی میں جماعت احمدیہ کے مرکزی اخبار روزنامہ الفضل پر پابندی لگا دی گئی۔ جماعت کے اس وقت کے امام ۔۔ جن کی خداداد قائدانہ صلاحیتوں کا ایک زمانہ قائل و مداح ہے۔ نے جماعت کو اس امر سے باخبر رکھنے اور ان کے حوصلوں کو بلند رکھنے کے لئے بڑے پُرشوکت الفاظ میں فرمایا۔

"الفضل کو ایک سال کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ احمدیت کے باغ کو جو ایک ہی نہر لگتی تھی اس کا پانی بند کر دیا گیا ہے۔ پس دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اس میں بھی طاقت ہے۔ ہم مختلف اخباروں یا خطوں کے ذریعہ سے آپ تک سلسلہ کے حالات پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور انشاء اللہ آپ کو اندھیرے میں نہیں رہنے دیں گے۔ آپ بھی دعا کرتے رہیں۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔

کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دیگا؟ ساری دنیا بھی مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ کبھی نہیں چھوڑیگا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آرہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے۔ وہ مجھ میں ہے خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اسکی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔ تم اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو۔ سلسلہ کے کام خدا خود سنبھالے گا۔"

(ہفت روزہ فاروق لاہور ۴ مارچ ۵۳ء)

اس بیان کی صداقت و عظمت پر بعد میں ہونے والے واقعات اور جماعتی ترقی نے مہر تصدیق ثبت کی جس کی تفصیل ہماری تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔

الفضل کی ۵۳ء کی عارضی بندش میں احمدیت کے باغ کی سیرابی کے لئے روزنامہ المصلح کراچی اور ہفت روزہ فاروق کے ساتھ ساتھ ماہوار رسائل نے بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔۔۔۔۔ کچھ عرصہ کے بعد الفضل پھر اپنی پہلی شان سے جاری ہوا۔ اور افراد جماعت نے اس روحانی نہر سے نہ صرف اپنی تشنگی بجھائی بلکہ اطمینان و تسلی اور راہنمائی و روشنی حاصل کی۔ گردشِ ایام سے ۱۹۸۴ء میں ایک دفعہ پھر الفضل بند کرنا پڑا۔ مگر پابندی لگانے والوں کو شاید یہ علم نہیں تھا کہ "احمدیت کے باغ کی ایک ہی نہر" اب پہلے سے بہت بڑی ہو چکی ہے اور اس کی بہت سی شاخیں سیرابی و شادابی کا کام کر رہی ہیں۔

ہمارے مرکزی رسائل۔ انصار اللہ۔ خالد۔ مصباح۔ تحریک جدید۔ تشحیذ الاذہان جو پہلے اگر راجباہ یا نالوں کی شکل میں نظر آتے تھے تو اب انہوں نے اپنی اپنی جگہ نہروں کی شکل اختیار کی اور احمدیت کے باغ کو تر و تازہ رکھا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ احمدیہ عالمی پریس کسی روایتی جن کی طرح ابھر کر سامنے آیا۔ دنیا بھر کے احمدیہ مشنوں سے چھپنے والے اخباروں اور رسالوں میں ایک نئی حرکت اور زندگی نظر آنے لگی اور اشاعت کے نئے نئے ذرائع میسر آنے شروع ہوئے۔ متعدد ممالک میں ریڈیو اور ٹی وی پر حق و صداقت کی اشاعت کے مواقع حاصل ہوئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے جدید ترین پریس اشاعت کی اس خدائی سکیم میں مصروفِ عمل ہو گئے اور الفضل کی اس عارضی بندش کے زمانہ میں دنیا کی تمام مشہور اور قابل ذکر زبانوں اور علاقائی زبانوں میں اتنا لٹریچر شائع ہوا جو مجموعی طور پر پچھلے پچاس سال میں شائع ہونے والے لٹریچر سے بھی زیادہ ہے سچ ہے

؎ پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے
رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور

اس کی تفصیل تو ایک مستقل کتاب کی متقاضی ہے۔ یہاں جس خدائی فضل کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ امام جماعت کے خطبات و ارشادات کو جماعت تک پہنچانے کے لئے کیسٹوں نے ایسا عجیب کردار ادا کیا کہ اس کی لذت و سرور پوری طرح بیان ہی نہیں کی جا سکتی۔ ہزاروں کی تعداد میں یہ کیسٹیں خود حضور کی وجد آفریں آواز اور پُراثر لحن میں سننے کو ملتی رہیں اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایجاد اسی موقعہ اور مقصد کے لئے ہوئی تھی اس ذریعہ سے اتنے کم وقت میں امام وقت کی آواز دنیا کے دور دراز گوشوں میں پھیلنے اور حق و صداقت کو عام کرنے کا کام کرنے لگی۔ کہ جس کا پہلے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

یوں لگتا ہے کہ احمدیت کے باغ کو سیراب کرنے والی نہر کی بہت ساری بڑی بڑی شاخوں کے ساتھ یہ زندگی بخش چشمہ

(باقی ص۶ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایٹمی تحفظ
تخفیفِ اسلحہ اور ترقی

"ہم نے اپنا مستقبل سچ مچ اسلحے کی دوڑ کے نام گروی رکھ دیا ہے"

"ہمارے حال کے تنازعات نے ہمارا رشتہ ہمارے مستقبل سے اور ان لاکھوں کروڑوں معصوم بچوں سے منقطع کر دیا ہے جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے"

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب (قسط اول)

ایٹمی ہتھیاروں کی ہولناکی

دنیا میں ایٹمی ہتھیاروں کا ذخیرہ برابر بڑھ رہا ہے۔ ۱۹۴۵ء میں فقط تین بم تھے۔ ۱۹۸۵ء میں ان کی تعداد پچاس ہزار سے زیادہ تھی۔ اوسطاً "پیداوار" فی ہتھیار ۱ میگاٹن (ٹی این ٹی) ہے ان برسوں میں ایک ٹریلین (۱،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰) ڈالر سے زیادہ کی رقم اس تخریبی اور ہلاکت خیز طاقت کو پیدا کرنے اور پھیلانے پر صرف ہو چکی ہے۔ ان ہتھیاروں کی ہولناک طاقت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ امریکا، روس، برطانیہ فرانس کے ایٹمی ہتھیاروں کی طاقت۔ ہیروشیما پر گرائے جانے والے دس لاکھ ایٹم بموں کے برابر ہے۔ ان پچاس ہزار ہتھیاروں میں سے آٹھ سے بھی کم ہتھیار امریکا اور روس کو صفحۂ ہستی سے ملیا میٹ کرنے کے لئے کافی ہیں۔ مزید ایک ہزار باقی ممالک کو اس بری طرح تباہ و برباد کر سکتے ہیں کہ پھر کرۂ ارض زندگی کے قابل نہ رہے گا۔ زمین پر جو کچھ موجود ہے ختم ہو جائے گا۔ کوئی قوم، کوئی ملک، کوئی خطہ باقی نہ بچے گا۔ آئندہ زندگی کا بھی امکان نہ رہے گا۔

ہمارے سائنس دان الفرین نے ایک اچھی تجویز پیش کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایٹمی ہتھیاروں کے لئے لفظ "فنا کار" (ANNIHILATOR) استعمال کیا جانا چاہیئے۔ تاکہ دنیا رفتہ رفتہ ان کی اصل حقیقت سے واقف ہو جائے ایٹمی فنا کاروں کے بارے میں زیادہ ہولناک بات یہ ہے کہ ان کی ہولناکی کا اب تک صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکا۔ ہم اب تک ایٹمی جنگ کو گزشتہ تاریخ میں لڑی گئی عام جنگوں کے حوالے سے دیکھتے اور جانچتے ہیں۔ چنانچہ یہ تو تسلیم کیا جاتا ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کی واحد قدر و قیمت ان کی "تباہ خیزی" ہے لیکن تباہ خیزی کے لئے کتنے ایٹمی ہتھیار درکار ہوں گے اس کا تخمینہ آج تک کسی بھی سپر طاقت نے نہیں لگایا کہ تباہ خیزی کے مقصد کو مطلق حوالوں اور واضح لفظوں میں بیان کیا جا سکتا ہے؟ مثلاً کیا یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ دس شہروں کو تباہ کرنے والے کم سے کم ہتھیار۔؟ یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ "ایک ہزار ہتھیار درکار ہیں"۔؟ دشمن کی کتنی جانیں لینی ہیں؟ دشمن کی کتنی صنعت و حرفت کو تباہ کرنا مقصود ہے؟ تباہی خیزی کے لئے کیا اور کتنا؟ پھر یہ بے یقینی حریف نہ جانے کیا تیاریاں کر رہا ہوگا۔ اس سے بھی بدترین اندازے اور قیاسات پیدا ہوتے ہیں۔ اور یوں کھلے مقابلے کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

فوجی طالع آزما اب تباہ خیزی اور ممانعت کی جگہ ایک۔ اور اصطلاح پر زور دینے لگے ہیں "محدود نقصان"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں میں اتنی قابلیت ہونی چاہیئے کہ اس سے پہلے کہ وہ موت اور تباہی کا بیج بوئیں، انہیں دوسرے ایٹمی ہتھیاروں کو ختم کر دینا چاہیئے۔ گویا اب ہمیں جدیدیت کی کاوشوں کا بھی جواز مل گیا ہے بال برابر قطعیت اور درستی کا مقصد، میزائیلوں کو اڑانے سے پہلے ان کے ٹھکانوں ہی پر تباہ کر دینے کا مقصد مصنوعی سیاروں کے ذریعے دفاعی "جنگِ ستارہ کا مقصد"۔

انسانیت کی عدالت میں ایک اہم سوال

میری بات کا غلط مطلب نہ لیا جائے میں کسی سپر طاقت پر تنقید نہیں کر رہا، میں اس مضمون میں زیادہ تر امریکا کے فراہم کردہ اعداد و شمار استعمال کروں گا، کیونکہ آسانی سے اور جلدی سے وہی دستیاب ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں سپر طاقتیں اور ایٹمی کلب کے تمام ارکان انسانیت کی عدالت میں بطور مجرم کھڑے ہیں۔ اس ضمن میں ایک بہت اہم سوال اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے جنرل اسمبلی میں اپنے خطاب ۱۲ دسمبر ۱۹۸۴ء) میں اٹھایا ہے۔ یہ سوال گویا پورے عالم انسانی کا ترجمان ہے۔ وہ کہتے ہیں:

"جب میں اس وسیع ہال پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے ۱۵۹ رکن اقوام کے نمائندے نظر آتے ہیں۔ یہ ہال قریب قریب دنیا کی تمام اقوام کا نمائندہ ہے۔ اور یہ سب اقوام ہم سب ایٹمی خطرے میں زندہ رہتے ہیں۔ اس عظیم تنظیم کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے محض منتظم کے مفاد کی خاطر میں سربراہ اور وہ ایٹمی طاقتوں سے ایک سوال پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں، آخر انہیں پوری انسانیت کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کا حق کیونکر پہنچتا ہے؟ سکنڈے نیویا سے لے کر جنوبی امریکہ تک، یورپ سے لے کر افریقہ تک افریقہ سے لے کر مشرقِ بعید تک، ہر مرد اور عورت کی زندگی ان کے فیصلے کی تابع ہو کر رہ گئی ہے۔ بڑی طاقتوں کی ذمہ داری اب صرف ان کی اپنی آبادی تک محدود نہیں رہ گئی ہے۔ بلکہ اب ہر ملک اور ہر قوم کی، ہم سب کی ذمہ داری بن گئی ہے۔"

"کسی بھی نظریے یا نظریاتی تصادم کو انسان کا مستقبل داغدار کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ آپ کے آج کے فیصلوں سے صرف زمانۂ حال متاثر نہیں ہو رہا۔ آنیوالی نسلیں بھی متاثر ہوں گی۔ اس وقت ہم دنیا کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں، ہم منصفِ اعلیٰ ہیں، لیکن ہمارے حال کے تنازعات نے ہمارا رشتہ ہمارے مستقبل سے، اور ان لاکھوں کروڑوں معصوم بچوں سے منقطع کر دیا ہے۔ جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے۔ اس سے زیادہ دکھ کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ ماضی میں ہم سے پہلے رہنے والے لوگوں کی زندگیاں بھی بے معنی ہو کر رہ گئی ہیں۔ اسلئے کہ ہمیں چند گھنٹوں یا چند منٹوں میں انسانی تہذیب کے تمام کارناموں کو، انسان کی تمام ثقافتی میراث کو یکسر ختم کر دینے کی مکمل طاقت حاصل ہے"

"نوجوانوں کی بے یقینی، غریبوں کی مفلوک الحالی اور مفلسوں کی بھوک کے وقت میں ہم نے اپنا مستقبل سچ مچ اسلحے کی دوڑ کے نام گروی رکھ دیا ہے۔ اسلحے کی تجارت میں خریدنے والا مزید غریب اور بیچنے والا مزید خراب ہو رہا ہے۔ اس کو منشیات کے کاروبار سے تشبیہہ دی جا سکتی ہے۔ اس کے باوجود ہم اسی راہ پر اندھا دھند چلے جا رہے ہیں اور ایسے وقت میں جبکہ شدید قحط کے باعث ہمارے لاکھوں بھائی اور بہنیں چپ چاپ مر رہے ہیں۔ پس عالمی برادری کو اس تعلق پر توجہ دینا ہوگی جو تخفیف اسلحہ اور ترقی کے درمیان موجود ہے۔ اور پھر اس پر عمل بھی کرنا ہوگا۔ اسلحہ کے کارخانوں اور صنعتوں کو "فوجی پیداوار" کے شعبے سے نکال کر "سول پیداوار" کے شعبے میں بدل دینے کے لئے ہمیں ٹھوس اور دور رس اقدامات کرنے ہوں گے۔ ہمیں اُس لمبی خلیج کو بھی پاٹنا چاہیئے جو اسلحہ بنانے کی تحقیق اور اسلحہ مٹانے کی تحقیق کے درمیان موجود ہے۔

تیسری دنیا کے ممالک اور ایٹمی تحفظ

ایٹمی تحفظ اور سلامتی کی بات کرتے وقت ہمیں ترقی پذیر ممالک کے نقطۂ نظر سے بھی سوچنا چاہیئے۔

ہم ترقی پذیر ممالک میں رہنے والے لوگوں کے لئے تحفظ کا مطلب صرف ایٹمی ہتھیاروں یا ایٹمی جنگ سے پیدا شدہ تباہی سے تحفظ ہی نہیں ہے، جو کچھ پاگل اپنی حماقت سے انسانیت پر نازل کر دیں گے۔ بلکہ ہمارے نزدیک ہماری سرزمینوں پر لڑی جانے والی عام روائتی جنگوں سے بھی تحفظ ہونا چاہیئے ۱۹۴۵ء سے لے کر اب تک ۱۰۵ جنگیں ہو چکی ہیں ان میں کوئی سپر طاقت ملوث تھی یا نہیں۔ یہ الگ بحث ہے۔ ان جنگوں میں سالانہ کم از کم ایک ہزار جانوں کا ضیاع ہوا ہے۔ یہ جنگیں ۶۶ ملکوں میں لڑی گئی ہیں۔ اور سب کی سب تیسری دنیا میں لڑی گئی ہیں۔ ان میں سے بارہ جنگیں ہنوز جاری ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان میں سے ہر تیسری جنگ میں رئیس ممالک کسی نہ کسی طرح ضرور ملوث ہیں۔ اوسطاً ہر جنگ کا زمانہ ساڑھے تین سال ہے۔ ان میں اب تک ایک کروڑ ساٹھ لاکھ اموات ہو چکی ہیں۔ جان کا نذرانہ دینے والوں کا تعلق زیادہ تر ایشیا سے تھا۔ کمبوڈیا میں بیس لاکھ جانیں تلف ہوئیں یعنی چوتھائی آبادی۔ ویت نام میں پچیس لاکھ نفوس ہلاک ہوئے۔ یعنی آبادی کا چھ فیصد۔ نکاراگوا میں اس کی آبادی کا ڈیڑھ فیصد ۱۹۸۳ء کے آخر تک ہلاک ہو چکا تھا۔ ایلسلواڈور میں پینتالیس ہزار نفوس نے موت کا مزہ چکھا۔ یعنی آبادی کا ایک فیصد۔ زیادہ تر مرنے والے سول آبادی سے تعلق رکھتے تھے۔ جان کے علاوہ مال کا نقصان بھی بے اندازہ ہوا۔ معاشرے کو جو قیمت ادا کرنی پڑی۔ وہ جدا ہے۔ مثال کے طور پر ایران کو اب تک ایک سو بلین ڈالر سے زیادہ کا نقصان ہو چکا ہے۔ افغانستان میں، جہاں پہلے ہی پانچ بالغوں میں سے چار ناخواندہ ہیں۔ ۱۹۸۳ء تک ۷،۰۰۰ سکولوں کی عمارتیں منہدم ہو چکی تھیں۔ بس ترقی پذیر ملکوں میں رہنے والے لوگوں کے لئے تحفظ ایک فوری مسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔ جس سے ہماری روزمرہ زندگی کا ہر وقت کا سابقہ رہتا ہے۔

پوری دنیا کی پیداوار اور جنگی بجٹ

اب فوجی اخراجات کو اعداد و شمار کی صورت میں دیکھئے۔ انسانی زندگی کا جیسے اصل حقیقت سے رشتہ چھوٹ گیا ہے۔ اس وقت پوری دنیا کا جنگی بجٹ سالانہ ۷۰۰ بلین ڈالر ہے جبکہ پوری دنیا کی مجموعی قومی پیدا وار بارہ ہزار بلین ہے۔ ان سات سو بلین میں سے ۵۵۰ بلین ڈالر ترقی یافتہ رئیس ملکوں پر خرچ ہوتا ہے۔ اور باقی ۱۵۰ بلین ڈالر ترقی پذیر ملکوں میں۔

دو کروڑ پچاس لاکھ آدمی فوجی وردی میں مسلح کھڑے ہیں۔

ایک ارب انسان۔ پوری آبادی کا چوتھائی فوجی آمرانہ حکومتوں کے تابع ہو کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔

ہیروشیما کے ایٹم بم کے بعد آج تک نوے لاکھ سے زیادہ "سول" لوگ عام جنگوں میں ہلاک ہو چکے ہیں۔

سپر طاقتیں آج جنگ پر کتنا خرچ کر رہی ہیں؟ امریکہ میں فوجی اخراجات مجموعی قومی پیداوار کے مقابلے میں سرعت سے بڑھ رہے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم سے پیشتر امریکا کی فی کس آمدنی ۷،۵ ڈالر تھی۔ ۱۹۸۲ء میں ۸۸۲ ڈالر تھی۔ اب موازنہ خود کر کے دیکھ لیجئے۔ جنگ سے پہلے فوجی خرچہ مجموعی قومی پیداوار کا صرف ایک فیصد تھا۔ آج فوجی اخراجات قومی پیداوار کے ۶½ فی صد کے برابر ہیں۔ اس کا اثر معاشرتی ترقیاتی اخراجات پر کیسا پڑا ہو گا۔ اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ایسے ہی اعداد و شمار، بلکہ شاید زیادہ حیرت انگیز، روس کے اندر مل جائیں گے۔

۱۹۶۰ء اور ۱۹۸۱ء کے درمیان بیس برسوں میں پوری دنیا کی مجموعی پیداوار تقریباً ۹۷،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰ ڈالر تھی۔ اس میں سے فوجی اخراجات ۵،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰ ڈالر کے برابر تھے ان پانچ ٹرلین (پانچ کروڑ کھرب) میں سے ۳،۲ ٹرلین صرف دو سپر طاقتوں روس اور امریکا نے خرچ کئے۔ ایک ٹرلین دوسرے ترقی یافتہ ملکوں نے خرچ کیا۔ باقی بچے ۸ ٹرلین۔ یعنی ۸۰۰ بلین۔ وہ ترقی پذیر ممالک نے، اور زیادہ تر تیل پیدا کرنیوالے ملکوں نے اپنے دفاعی بجٹ پر خرچ کیا۔ (میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان میں سے ایک ٹرلین ایٹمی ہتھیاروں پر صرف ہوا) ترقی یافتہ ملکوں کے فوجی اخراجات تو بڑھ کر ۴۰۰ بلین ڈالر سے بھی زیادہ ہو گئے، لیکن ان کی بیرونی اقتصادی امداد ۲۵ بلین ڈالر سے زیادہ نہ ہو سکی۔ ۱۹۸۲ء میں سپر طاقتوں کے فوجی اخراجات ضرورت مند ملکوں کو انکی اقتصادی امداد سے سترہ گناہ زیادہ تھے۔

اسلحہ خریدنے اور بیچنے کی ہوس

مسئلہ صرف اتنا نہیں ہے کہ سپر طاقتیں جنگ پر بے اندازہ خرچہ کر رہی ہیں۔ مسئلہ یہ بھی ہے کہ جب ترقی یافتہ ملکوں میں اپنا اسلحہ بیچنے کی ہوس ہے۔ تو ترقی پذیر ملکوں میں اُن کا اسلحہ خریدنے کی ہوس ہے وہ پچیس ترقی پذیر ممالک جنہوں نے ۱۹۸۱ء کے بعد اپنے غیر ملکی قرضوں کی ادائیگی میں مراعات حاصل کرنے کے لئے مذاکرات کئے ہیں۔ اُن میں سے چھ ملکوں نے سالانہ ایک بلین سے زیادہ کی رقم اسلحہ خریدنے پر خرچ کی۔ اس مدت میں ان پچیس ملکوں کا اسلحے کی خرید پر مجموعی طور پر گیارہ بلین ڈالر خرچ ہوا۔ اُن بیس ملکوں میں سے جو سب سے زیادہ مقروض ہیں۔ ۱۹۷۶ء اور ۱۹۸۰ء کی درمیانی مدت میں کل قرضہ کا بیس فیصد حصہ قرض خواہوں کا بنایا ہوا اسلحہ خریدنے پر خرچ ہوا۔

کثیر فوجی اخراجات کی وجوہات

ان غیر ضروری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اتنے زیادہ فوجی اخراجات کیوں کئے جاتے ہیں؟ تیسری دنیا کے چند اعداد و شمار کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

غربت

۲،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰ لوگوں کی فی کس سالانہ آمدنی پانچ سو ڈالر سے بھی کم ہے۔ ان میں ۱،۲۰۰،۰۰۰،۰۰۰ لوگوں کی سالانہ آمدنی فی کس ایک سو ڈالر سے زیادہ نہیں ہے۔ ہر پانچ میں سے ایک شخص انتہائی مفلسی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ جسے خاموش خودکشی کہنا چاہیئے۔

کام کاج

تیسری دنیا میں ہر تیسرا شخص بے روزگار ہے۔ وہ کام کا متلاشی ہے۔ لیکن کام نہیں ملتا بے روزگاری کے سب سے زیادہ شکار جوان لوگ ہیں امریکہ میں آدھے سیاہ فام جوان بے روزگار ہیں۔

خوراک

۴۵۰،۰۰۰،۰۰۰ لوگ۔ پوری انسانی آبادی کا دسواں حصہ۔ شدید بھوک اور کم خوراکی میں مبتلا ہے۔ کم خوراک، بری خوراک اور خراب صحت کی وجہ سے ہر سال ایک کروڑ پچاس لاکھ اموات ہوتی ہیں۔ مگر یہ ایسے حالات ہیں جن پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ جن کا انسانی معاشرے کو پورا پورا علم حاصل ہے اور جن کو روکنے کے لئے انسانی معاشرے کے پاس پورے پورے وسائل بھی موجود ہیں۔ ہر منٹ میں ۳۰ بچے خوراک اور قیمتی ٹیکوں کی ضرورت میں بلک بلک کر مر جاتے ہیں۔ ہر منٹ میں دنیا کا فوجی بجٹ ایک کروڑ تیس لاکھ ڈالر ہضم کر لیتا ہے۔

تعلیم

۱۲۰،۰۰۰،۰۰۰ ننھے ننھے بچے ایسے ہیں جن کو اب سکول جانا چاہیئے، لیکن وہ سکول نہیں جا سکتے۔ کیونکہ سکول نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ بچوں کی تعلیم کی طرف سے غفلت دراصل ابتدا ہی سے برتی جاتی ہے۔ چھ سے گیارہ سال کی عمر کے بچوں میں سے ایک تہائی تعداد سکولوں میں داخلہ نہیں لیتی۔ پچیس کروڑ سے زیادہ بچے اتنے بدنصیب ہیں کہ انہوں نے سکول کی شکل تک نہیں دیکھی۔ تعلیم کا موازنہ آپ فوجی بجٹ سے کر کے دیکھیئے ایک نئی ایٹمی آبدوز بنانے پر جتنا خرچہ اٹھتا ہے، اتنے خرچے سے ۲۳ ترقی پذیر ملکوں کے سکول کے سو کروڑ بچوں کو ایک سال تک تعلیم دی جا سکتی ہے۔

(جاری ہے)

احباب میرپور (آزاد کشمیر) کی طرف سے الفضل کی اشاعت پر

خوشی کا اظہار

جماعت احمدیہ میرپور (آزاد کشمیر) کے احباب نے الفضل کے دوبارہ اجراء پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے نادار و مستحق افراد کو الفضل جاری کروانے کیلئے اعانت الفضل کی مد میں مندرجہ ذیل عطیات دیئے ہیں۔

۱۔ مکرم صوفی عبدالمجید احمد صاحب ۲۰۰/-
۲۔ محترمہ رحمت بیگم صاحبہ اہلیہ " " " ۱۰۰/-
۳۔ عزیزہ امتہ المجید مسرت صاحبہ بنت " " " ۱۰۰/-
۴۔ مکرم عبدالحامد صاحب حامد موٹرز ۲۰۰/-
۵۔ مکرم عبدالرشید صاحب یونائیٹڈ آٹو ریپئر ورکس ۱۰۰/-
۶۔ مکرم عبدالرزاق صاحب ۱۰۰/-
۷۔ مکرم عبدالحفیظ صاحب ۱۰۰/-
۸۔ محترمہ امتہ اللہ طاہرہ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب چوہان ۱۰۰/-

میزان = ۱۰۰۰/-

(مینیجر الفضل)

بقیہ: روحانی نہر

جاری ہو گیا ہے جس کی خوشگوار پھوار ساری دنیا پر حیرت انگیز اثرات و نتائج پیدا کر رہی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے الفضل پھر جاری ہے خدا کرے کہ یہ روحانی نہر اور اس کی معاون ندیاں اور چشمے کسی روک اور بندش کے بغیر خدائی تائید و نصرت کے ساتھ آگے سے آگے رواں دواں رہیں۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

تقریب رخصتانہ

خاکسار کی منجھلی بیٹی عزیزہ امۃ القدوس روبینہ کی تقریب رخصتانہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک سہ پہر تین بجے عمل میں آئی۔ تقریب رخصتانہ میں مکرم حبیب الرحمٰن غوری کی تلاوت کے بعد برادرم مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول نے اپنی دعائیہ نظم پڑھی جس کے بعد مکرم شیخ نور احمد منیر صاحب نے دعا کروائی۔

عزیزہ کا نکاح ۱۲ اگست ۱۹۸۸ء کو عزیز عبدالہادی ابن مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب کے ساتھ مکرم محمد ابراہیم صاحب بھامڑی نے بیت اقبال میں ۲۵ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھایا تھا۔

احباب سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

(ریاض احمد ۔ کارکن صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ ربوہ)

میری ہمشیرہ عزیزہ امۃ الرشید تہمینہ بنت مکرم ماسٹر عبدالحکیم ابڑو صاحب (مرحوم و مغفور) کی شادی مکرم انور احمد بلوچ ابن مکرم محمد ہاشم صاحب بلوچ ساکن باڈہ ضلع لاڑکانہ کے ساتھ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۸۸ء بروز پیر ربوہ میں بخیر و خوبی انجام پائی۔ تقریب رخصتانہ میں تلاوت و نظم کے بعد محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔ احباب جماعت سے بھی اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ریاض احمد ابڑو ۔ مربی سلسلہ)

کامیابی و درخواست دُعا

عزیزم محمود احمد رشید ابن رشید احمد بھٹی صاحب بھکی آنا ضلع شیخوپورہ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی ایس سی میں ۵۵۱ نمبر لے کر فرسٹ ڈویژن میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ احباب سے عزیز کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی یہ کامیابی ہر جہت سے بابرکت فرمائے اور آئندہ بھی اعلیٰ کامیابیوں سے نوازتا رہے آمین۔

درخواستِ دعا

خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ امۃ المجید بیگم اہلیہ مکرم رفیق احمد صاحب بٹ مختلف عوارض کی وجہ سے شدید علیل ہیں اور فضلِ عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ سانس رک رک کر آتا ہے مصنوعی طور پر آکسیجن کا استعمال ہو رہا ہے۔ احباب جماعت سے موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد افضل بٹ ۔ ربوہ)

میرے والد محترم صوبیدار محمد شفیع صاحب دارالنصر غربی ربوہ بوجہ فالج بیمار ہیں اور فضلِ عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احبابِ جماعت سے والد صاحب کی کامل صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محمد نصیب دارالنصر ربوہ

ضروری اعلان برائے لجنات

تمام لجنات کو بجٹ فارم ارسال کئے جا رہے ہیں براہ کرم اپنی اپنی لجنہ کا بجٹ ۸۹-۱۹۸۸ء بنا کر جلد از جلد دفتر لجنہ بھجوا دیں۔ جس لجنہ کو بجٹ فارم موصول نہ ہو وہ دفتر سے خط لکھ کر منگوا لیں اور پھر فوری پُر کر کے بھجوائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(سیکرٹری مال لجنہ مرکزیہ)

سیکرٹریان ناصرات توجہ فرمائیں

جن مجالس کی ناصرات نے ابھی تک چندہ وقف جدید ادا نہیں کیا ان مجالس کی سیکرٹریان کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ جلد از جلد چندہ وصول کر کے دفتر وقفِ جدید میں بھجوا دیں۔ وقف جدید کا سال ۳۱ دسمبر کو ختم ہو رہا ہے۔ چندہ اس سے قبل دفتر میں پہنچ جانا چاہیئے

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ)

بقیہ اداریہ

شرفِ قبولیت بخشا اور فضل فرما کر میرا کام کر دیا۔

اندازہ کیجیئے کتنی اہم بات ہے۔ پس ہم احباب کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتے ہیں کہ دعا کے لئے کہیں اور بار بار کہیں، سب سے کہیں۔ لیکن سوچ سمجھ کر کہ ہم کس بات کے لئے دعا کروا رہے ہیں۔ کتنا زیادہ بہتر ہے۔ اور جب کام ہو جائے تو بجائے یہ کہنا کہ آپ کی دعا سے کام ہوا ہے یہ کہنا چاہیئے کہ آپ کی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے اور میرا کام ہو گیا ہے کام کے ہو جانے کو انسان اور اس کی دعا کی طرف منسوب کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ اور اس کے فضل کی طرف منسوب کرنا چاہیئے۔

ضرورت اساتذہ

سکول ماڈرن ایجوکیشن میں چند اساتذہ (خواتین) کی ضرورت ہے۔ ان کا انٹرویو ۲۲ دسمبر ۱۹۸۸ء بروز جمعرات بوقت صبح ۱۰ بجے لیا جائے گا۔

پرنسپل
ماڈرن ایجوکیشن
دارالصدر شرقی ۲ عقب فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ

نوٹ: وقت کی پابندی کا خیال رکھا جائے

◉ نرینہ اولاد کی کمی
◉ اٹھراء ◉ سوکڑا

کا علاج قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل حضرت حکیم مولانا نورالدین کی بیاض کے عین مطابق ادویات تیار کرتے ہیں۔

- نیز دیگر ادویات بھی آرڈر پر تیار کی جاتی ہیں
- بذریعہ خط و کتاب بھی علاج کیا جاتا ہے

(رجسٹرڈ)
المعاون صحت دواخانہ
جلال پور روڈ (نزد احمدیہ بیت الذکر) حافظ آباد
پوسٹ کوڈ ۵۲۱۱۰

محبت سب کے لئے
نفرت کسی سے نہیں

الرؤف جیولرز
پروپرائیٹر ۔ سید رؤف علی
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد
کراچی فون نمبر: ۶۱۷۰۶۹

نرینہ اولاد سے محروم
بے اولاد، مرض اٹھراء
کی شکار دکھی عورتوں کیلئے

دواخانہ حکیم نظام جان

ہر ماہ کی ۱۲ سے ۱۸ تاریخ تک حکیم انوار احمد جان مطب فرماتے ہیں

۲۔ بی روڈ بالمقابل شیش محل بس سٹاپ
(یو۔ بی۔ ایل) بالائی منزل لیاقت آباد
کراچی نمبر ۱۹
فون: ۴۱۳۲۵۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امراء و مربیان و معلمین صاحبان کی توجہ کیلئے

اعلان

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ایک تعطل کے بعد جماعت احمدیہ کا ترجمان اخبار "الفضل" کا اجراء ہو چکا ہے۔ الحمد للہ۔

اس تعطل کو جس شدت سے محسوس کیا گیا اب اسی شدت اور جذبہ سے اس کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ امراء اور مربیان اپنے اپنے حلقہ میں مندرجہ ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں :-

(۱) اس امر کا تفصیلی جائزہ لیں کہ ان کے ہاں کس قدر الفضل کے خریدار پہلے سے موجود ہیں۔

(۲) مزید کس قدر خریداروں کی گنجائش موجود ہے۔ اور ان کو مؤثر رنگ میں اخبار کی خریداری کی طرف تحریک کریں۔

(۳) کوشش فرمائیں کہ کوئی صاحب حیثیت گھرانہ ایسا نہ ہو جہاں الفضل نہ آرہا ہو۔

(۴) ایسے صاحب حیثیت اور مخیر احباب جو الفضل ایک سے زائد پرچے جاری کروا سکتے ہوں ان کو تحریک کریں کہ وہ مستحقین کے نام پرچہ جاری کروا کر صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔

(۵) جو سالانہ قیمت ادا نہ کر سکتے ہوں وہ خطبہ نمبر، سہ ماہی یا ششماہی چندہ بھی ادا کر کے پرچے لگوائیں۔

(۶) ایسے احباب جن کے عزیز و اقارب بیرون ملک ہیں ان کے نام پرچے جاری کروائیں یا ان کو تحریک کر کے اس کی اشاعت کی طرف توجہ دلائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے (آمین) اور اپنی مساعی سے نظارت ہذا کو مطلع فرماتے رہیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

خبریں

۱۱ دسمبر ۱۹۸۸ء

★ صدر مملکت کا انتخاب کل صبح ۱۰ بجے سے تین بجے تک پارلیمنٹ ہاؤس میں اور چاروں صوبائی اسمبلیوں میں منعقد ہوگا۔

★ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے کہا ہے کہ پاکستان مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں پر مظالم کے سلسلے میں خاموش تماشائی کا کردار ادا نہیں کر سکتا۔

انہوں نے یہ بات آج سینٹ میں دو ایک ہی قسم کی تحاریکِ التوا پر خطاب کرتے ہوئے کہی جن میں مقبوضہ کشمیر میں فائرنگ کے بعض واقعات کو زیر بحث لانے کے لئے کہا گیا تھا۔ وزیر خارجہ نے ان واقعات کو انتہائی افسوسناک اور ناپسندیدہ قرار دیا اور کہا کہ بھارت کی حکومت کو ایسے واقعات کے اعادہ کی روک تھام کرنی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان بھارت سے اپنے تعلقات کو مضبوط بنانا چاہتا ہے۔ لیکن انہوں نے اس بات کو واضح کیا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پاکستان کشمیر کے بارے میں اپنی واضح پوزیشن سے دستبردار ہو جائے۔ یہ تحاریکِ التواء جو پروفیسر خورشید اور طارق چوہدری کی طرف سے پیش کی گئی تھیں بحث کے لئے منظور کر لی گئیں۔

ایک اور تحریک التواء پر خطاب کرتے ہوئے جو پروفیسر خورشید نے پیش کی تھی، وزیر د فاع نے کہا کہ روس نے افغانستان سے اپنی پچاس فیصد سے زائد فوجیں نکال لی ہیں اور امید ہے کہ باقی ماندہ فوج وقت مقررہ میں نکل جائے گی۔ اب سینٹ کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے۔

★ مجاہدین نے افغانستان میں کابل انتظامیہ کا ایک طیارہ گرا لیا۔

★ مقبوضہ فلسطین میں دو فلسطینیوں کی ہلاکت کے خلاف فلسطینیوں نے جلوس نکالا۔

★ آسٹریلیا میں دوسرے ایک روزہ کرکٹ میچ میں آسٹریلیا نے پاکستان کو نو وکٹوں سے ہرا دیا۔ پاکستان نے پہلے کھیلتے ہوئے ۴۴ اوورز میں ۱۷۷ رنز بنائے۔ یہ سکور آسٹریلیا نے ۴۳ ویں اوور میں مکمل کر لیا اس وقت ان کی صرف ایک وکٹ گری تھی۔

الفضل کے خریداران سے التماس

روزنامہ الفضل ہفتہ میں ایک شمارہ "خطبہ نمبر" کے طور پر شائع کیا کرتا ہے۔ جس میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن شائع کیا جاتا ہے

اکثر قارئین روزانہ پرچہ منگواتے ہیں۔ لیکن بعض قارئین صرف خطبہ نمبر منگواتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس بارے میں مطلع فرما دیں۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر اور اپنے شہر کا پوسٹ کوڈ ضرور درج کریں۔ جزاکم اللہ

(مینجر)

ایک نئے عزم کیساتھ ربوہ میں سب سے پہلا ادارہ

احمد اسٹیٹس ربوہ رجسٹرڈ

عنقریب ایک بہت بڑے رہائشی منصوبہ کا اقساط پر دینے کا اعلان کرنے والا ہے۔ نیز زرعی و سکنی ربوہ و ماحول ربوہ میں جائیداد کی خرید و فروخت کا باعتماد ادارہ

فون: دفتر: ۵۳۵ گھر: ۴۳۶

ہر قسم کا کاغذ، بکس بورڈ، گتہ بارعایت خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں۔

مقبول پیپر مارٹ گنپت روڈ لاہور

فون ۶۳۸۴۹ / ۵۲۶۶۷

رہائش: سی - ۱۰۹ ماڈل ٹاؤن ۸۵۸۹۱۱

پروپرائیٹر: ملک عبداللطیف ستکوہی

KIDNEY STONE COURSE

گردہ مثانہ کی پتھری

ڈراپس اور ٹیبلٹس وغیرہ پر مشتمل ۴۰ روزہ کورس قیمت /۱۵۰ علاوہ ڈاک خرچ لٹریچر /۳ کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں

کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: ۶۰۶/۷۷۱

نرینہ اولاد سے محروم ○ بے اولاد ○ اٹھرا ○ سوکھا ○ گرمی ○ گیس کا علاج کرنیوالے

۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان مرحوم

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس: ۱۹۰

۷۶۴۹۷ ، ۷۴۸۴۴ - ۴۳۱

برانچیں

اقصیٰ چوک نزد ٹیلر بکس ربوہ

چوک قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان

پوسٹ بکس ۴۹۸ فون ۳۱۰۲۶ - ۰۶۱

خواتین کیلئے معائنہ کا بھی معقول انتظام ہے